

دکتر علی شریعتی

شخصیت و تصانیف

مفکر ایران ڈاکٹر علی شریعتی ۱۹۳۳ء میں مازنان نامی گاؤں میں پیدا ہوئے جو ایران کے مشرقی حصے کے ریگستانی علاقہ (کاویر) میں واقع ہے۔ وہ ایک ایسے گھرانے میں پیدا ہوئے جس نے کئی نسلوں تک مذہبی علوم کی آبیاری کی تھی۔ ان کے والد کا نام محمد تقی شریعتی ہے جن کی شخصیت نے علی پر بڑا گہرا اثر ڈالا۔ علی شریعتی ابتدائی عمر ہی میں اپنا آبائی گاؤں چھوڑ کر مشهد منتقل ہو گئے جہاں ان کے والد نے مذہبی علوم پڑھانے کی ذمہ داری سنبھالی۔ انہوں نے اپنے والد کی زیر نگرانی وہاں اپنی تعلیم جاری رکھی اور مشهد کے دیگر مذہبی رہنماؤں سے بھی تعلیم حاصل کی۔

علی شریعتی نے بڑے ابتدائی مراحل ہی میں روایتی باحول سے آگے بڑھنے میں دلچسپی ظاہر کی۔ اپنے والد اور دیگر اساتذہ سے علم و تقویٰ کی جو مضبوط بنیاد انہیں میسر آئی تھی، اسی بنیاد پر انہوں نے نئی جہتوں میں سفر کا آغاز کیا اور اپنے لئے نئی دلچسپیاں مہیا کرتے رہے۔ ان کی ان دلچسپیوں اور مشاغل کا پہلا اثر عرب مصنف جودہ السحار کی کتاب "ابوذر غفاری" کا عربی سے فارسی میں ترجمہ ہے۔ اس وقت وہ اپنی عمر کے محض دوسرے عشرے میں تھے۔

علی شریعتی نے بعد ازاں مزید تعلیم حاصل کرنے کے لئے مشهد کے "کلیہ تربیت معلمین" (Teachers' Training College) میں داخلہ لیا۔ یہاں بھی وہ اپنے آپ کو روایتی علوم کے حصول تک محدود نہ رکھ پائے، بلکہ وسیع پیمانے پر مطالعہ نیز فرانسیسی اور دیگر مغربی زبانوں کا علم حاصل کرنا شروع کر دیا اور اپنی کلاس میں سب پر سبقت لیتے ہوئے تعلیم کا اختتام کیا۔ پھر انہیں حکومت کی جانب سے ایک خاص مدت تک تعلیم حاصل کرنے کے لئے وظیفہ پر فرانس بھیج دیا۔ اس

☆ استاذ، کلیہ شرقیہ، جامعہ پنجاب، لاہور، پاکستان۔

دور کو ان کی زندگی کا دور تکوین و تشکیل قرار دیا جاسکتا ہے۔ پیرس میں انہوں نے کل پانچ سال تک قیام کیا۔ اس دوران میں انہوں نے نہ صرف "علم الاجتماع" (Sociology) میں اپنی باقاعدہ تعلیم کا سلسلہ جاری رکھا، بلکہ مختلف النوع نابعہ (Intellectual) اور سیاسی حلقوں کے ایک وسیع دائرہ سے بھی رابطہ استوار کیا۔ مثال کے طور پر ان کے الجزائر کے محاذ آزادی کے کئی جلاوطن رہنماؤں کے ساتھ انتہائی قریبی روابط تھے۔ علی شریعتی نے ان کے فرانسیسی زبان میں شائع کئے جانے والے آرگن میں کئی مضامین بھی لکھے۔ نیز الجزائری انقلاب کے قائدین سے اپنے روابط ہی کے ضمن میں انہوں نے فرانس فانون (Franz Fanon) کے علمی کاموں سے واقفیت حاصل کی جو موریطانیہ میں پیدا ہوئے تھے اور انقلاب الجزائر کے حامی نیز اس میں حصہ لینے والوں میں شامل تھے۔ چنانچہ ان سے علی شریعتی نے "ثقافتی یلغار" اور "سامراج کی زیادتیوں کے نتیجے میں ہونے والے نقصانات" جیسے افکار اخذ کئے۔ نیز پہلی مرتبہ فارسی زبان میں انکی کتب سے کئی اقتباسات ترجمہ کر کے ان کے علمی کارناموں سے ایرانیوں کی دلچسپی کی شمع فروزاں کی جواب تک ایران میں روشن و تابندہ ہے اور فانون کی زیادہ تر تصانیف کا فارسی میں ترجمہ ہو چکا ہے۔

انقلاب الجزائر کے رہنماؤں سے ان روابط کے علاوہ بھی ڈاکٹر علی شریعتی نے نوآبادیاتی نظام کے خلاف میدان عمل میں جدوجہد کرنے والے فرانس میں موجود اصحاب نیز مختلف مفکرین سے بڑے پیمانے پر روابط استوار کر لئے تھے۔ انہوں نے وحدت فکر و عمل میں نہ صرف نظری بلکہ عملی دلچسپی بھی ظاہر کی۔ یعنی ایران اور باقی عالم اسلام کے درمیان وحدت و اتحاد اور اس سے بھی آگے بڑھتے ہوئے عمومی طور پر افریقہ اور تیسری دنیا کے ساتھ اتحاد و یگانگت۔ جہاں تک ان کے خالص فکری (Intellectual) اور علمی روابط کا تعلق ہے ان کے بارے میں کہا جاسکتا ہے کہ جب وہ فرانس میں تھے تو انہوں نے فرانسیسی مستشرق لوئیس ماسینان (Louis Massignan) کے زیر نگرانی علمی کام کیا اور ان سے ذاتی روابط استوار کئے۔ نیز اس زمانے میں یورپی معاشریات کے تمام بڑے بڑے مفکرین اور نظریاتی رہنماؤں سے ان کا رابطہ قائم رہا۔ انہوں نے مارکسزم کا بھی گہرا اور منظم مطالعہ کیا۔ یہ مطالعہ دو لحاظ سے بڑا اہم ہے۔ اولاً اس مطالعہ نے انہیں اس قابل بنایا کہ محض خوف و مفروضات کی بنا پر نہیں، بلکہ معلومات کی اساس پر مارکسزم کا تنقیدی جائزہ لیں۔ ثانیاً اس کا انداز ایسا

ہے جیسا کہ کسی فریق مقابل سے بحث و مباحثہ اور مکالمہ میں ہوتا ہے۔ مارکسزم کے ساتھ اس بحث مباحثہ اور مکالمہ نے علی شریعتی کی فکر نیز ان کے علمی کاموں پر ایک خاص نقش ثبت کر دیا ہے۔ اس لحاظ سے نہیں کہ انہوں نے مارکسزم کے بعض نظریات کو جذب کر لیا ہو بلکہ اس لحاظ سے کہ انہوں نے مارکسزم کے سامنے کے محاذ کے بعض مسائل سے نبرد آزما ہوتے ہوئے وہ نقطہ نظر اختیار کیا ہے، تاکہ انہیں پوری طرح رد کرنے کے قابل ہو سکیں۔

فرانس میں عرب و افریقی رہنماؤں نیز فرانس کی حیات فکری کے قائدین کے ساتھ ان گونا گوں روابط کے علاوہ علی شریعتی ایران کی جلاوطن سیاست میں بھی بہت زیادہ سرگرم و ملوث تھے۔ ایران چھوڑنے سے پہلے وہ "خوف خدا رکھنے والے سوشلسٹ" (God - fearing Socialists) نامی تحریک میں ایک حد تک شریک تھے۔ جو ۱۳۰ اگست ۱۹۵۳ء کی امریکی فوجی بغاوت کے بعد شاہ کے اقتدار کی مخالف تنظیموں میں سے ایک بڑی تنظیم تھی۔ تنظیم کے نام میں لفظ "سوشلسٹ" کی شمولیت کو اس بات کے ثبوت کے طور پر دیکھا جانا چاہئے کہ عرب دنیا میں اس وقت پائے جانے والے "اسلامی سوشلزم" کے بعض نظریات ایران کے لئے بھی باعث کشش تھے۔

فرانس میں اپنی تعلیم کے اختتام پر علی شریعتی ایران لوٹے تو انہیں ترکی سے سرحد عبور کر کے ایران کی سرزمین میں داخل ہوتے ہی فوراً گرفتار کر لیا گیا۔ انہیں ان کے اہل خانہ سے جدا کر دیا گیا۔ حتیٰ کہ انہیں اپنے والد سے ملاقات کا موقع بھی نہ دیا گیا۔ یہ ۱۹۶۴ء کی بات ہے۔ اس اولین گرفتاری نے یہ واضح طور پر ظاہر کر دیا کہ حکومت کی ناراضگی کی وجہ محض ان کی بیرون ملک سیاسی سرگرمیاں نہ تھیں، جو امریکہ اور یورپ میں مقیم ایرانی طلبہ کے سلسلے میں کوئی غیر معمولی بات نہ تھی، بلکہ اسکی وجہ وہ قائدانہ کردار تھا جس کا انہوں نے مظاہرہ کیا تھا۔ نیز جس کا سبب اپنی سوچ اور عمل کو وہ نابغانہ فکری رخ دینا تھا جو بیرون ملک ایرانی حزب مخالف میں رائج شدہ معمول کے احتجاج، مظاہروں اور نعرہ بازی سے کہیں ماورا تھا۔

جیل سے رہا ہونے کے بعد علی شریعتی کو اپنی قابلیت اور تعلیمی اہلیت سے مطابقت رکھنے والے کسی تدریسی منصب کے حصول سے روک دیا گیا اور انہیں صرف مختلف ثانوی مدارس میں بحیثیت استاد نیز بعد ازاں "زرعی کالج" (Agricultural College) میں آرٹس کے بعض مضامین

پڑھانے کی اجازت دی گئی۔ اس کام میں ایک عرصہ گزارنے کے بعد یا تو کسی انتظامی نلٹی کی بناء پر یا کسی اور وجہ سے انہیں "مشہد یونیورسٹی" کے "شعبہ علم الاجتماع" (Sociology) میں ایک تدریسی آسامی کے حصول کا موقع مل گیا۔ جہاں انہوں نے خاموشی سے بہت بڑا حلقہ ارادت مندان پیدا کر لیا۔ یہاں تک کہ ان کی کلاسوں میں صرف ان کے شعبہ کے طلبہ ہی شرکت نہ کرتے تھے بلکہ جامعہ کے دوسرے شعبوں سے بھی طلبہ شریک ہو جاتے تھے۔ جس کی وجہ وہ اسلوب اور طریق کار تھا جو انہوں نے اپنی تدریس میں اپنایا۔ زیادہ دیر نہ گزری تھی کہ علی شریعتی پر یونیورسٹی چھوڑ دینے کے لئے دباؤ ڈالا گیا تا کہ ان کے اثرات کی روک تھام کی جاسکے۔ مگر اس کے نتیجہ میں حالات نے ایک نیا رخ اختیار کر لیا۔ کسی بھی نوعیت کے باقاعدہ تعلیمی تقرر سے محروم کر دیئے جانے کے بعد انہوں نے ملک بھر کے مختلف تعلیمی اداروں میں بڑی تعداد میں لیکچر دینے کا سلسلہ شروع کر دیا۔ انہیں ایران بھر کے مختلف کالجوں اور یونیورسٹیوں میں طلبہ کی جانب سے مدعو کئے جانے کا سلسلہ جاری رہا۔ اور اس سے زیادہ اہم بات یہ ہے کہ انہوں نے اپنی سرگرمیوں کا مرکز تہران میں "حسینیہ ارشاد" (رہنمائی کرنے والا امام باڑہ) نامی مذہبی تعلیم کے ادارے کو بنالیا۔ ڈاکٹر علی شریعتی کے اہم لیکچرز زیادہ تر اسی ادارے میں دیئے گئے۔ یہاں بھی لوگوں کی بڑی تعداد ان کے لیکچر سننے کے لئے جمع ہوتی تھی۔ ان لیکچروں میں وہ اپنے خیالات اور فلسفہ و افکار کو پیش کرتے۔ علاوہ ازیں وہ لیکچر دینے کے لئے ملک بھر میں دورے بھی کرتے رہتے تھے۔ ان لیکچروں میں سے بہت سے ریکارڈ کر لئے جاتے اور پھر ٹیپ ریکارڈر سے انہیں صفحہ قرطاس پر منتقل کر کے کتابی صورت میں پھیلا دیا جاتا۔

"حسینیہ ارشاد" کو بالآخر حکومت نے بند کر دیا اور ڈاکٹر علی شریعتی کو گرفتار کر کے اذیت کا نشانہ بنایا۔ جب انہیں رہا کیا گیا تو بین السطور یہ بات تھی کہ وہ ملک چھوڑ جائیں گے۔ ان کی رہائی کے تھوڑے ہی عرصہ بعد ان کے علم میں لائے بغیر تہران کے ایک بڑے روزنامے میں مارکسزم پر ان کے تنقیدی کام کو سلسلہ وار مضامین کی صورت میں شائع کرنے کا آغاز کر دیا گیا۔ جس کا انگریزی ترجمہ "مارکسزم اور دیگر باطل مغربی افکار" (Marxism and other Western Fallacies) کے نام سے چھپ چکا ہے۔ اگرچہ ان لیکچروں کا متن تو تقریباً اصل کے مطابق ہی تھا، مگر جن حالات اور جس پس منظر میں انہیں شائع کیا گیا، ان سے یہ تاثر دینا مقصود تھا کہ علی شریعتی نے حکومت سے

مصالحت کر لی ہے۔ ڈاکٹر علی شریعتی نے اس پر صدائے احتجاج بلند کی اور قانونی امداد بھی چاہی مگر بے سود۔ پھر انہیں ترک وطن پر مجبور کر دیا گیا۔ انہوں نے اپنے اہل خانہ کو اس امید پر وہیں چھوڑ دیا کہ ان کے چلے جانے کے بعد وہ بھی جلد ہی ان کے پاس پہنچ جائیں گے۔ علی شریعتی انگلستان آ گئے اور جولائی ۱۹۷۷ء میں پراسرار حالت میں انتقال کر گئے۔ اس سلسلے میں یقین کی حد تک اس شبہ کا اظہار کیا جاتا ہے کہ انہیں ایران کی سیکورٹی پولیس نے قتل کر دیا۔^(۱)

ڈاکٹر علی شریعتی جن جدید مسلم مفکرین سے بہت متاثر تھے ان میں سید جمال الدین افغانی (م ۱۸۹۷ء) شیخ محمد عبدہ (م ۱۹۰۵ء) علامہ محمد اقبال (م ۱۹۳۸ء) اور سید قطب (م ۱۹۶۶ء) سرفہرست ہیں۔ انہیں ان کی زندگی ہی میں "عاشق اقبال" اور "سید قطب ایران" جیسے القاب سے یاد کیا جانے لگا۔ ان کے افکار و خدمات پر تفصیلی کلام کے لئے ایک مستقل بالذات کتاب لکھنے کی فرصت درکار ہے۔ تاہم اختصار کے ساتھ چند سطروں میں یہ بات کہی جاسکتی ہے کہ انہوں نے کالجوں اور یونیورسٹیوں میں تعلیم حاصل کرنے والی ایران کی نئی نسل کی غالب اکثریت کو مادی نظریات سے ہٹا کر ایرانی پس منظر میں اسلام کو ان کے قلب و دماغ کا مرکز و محور بنادیا۔ انہوں نے مغربی تعلیم یافتہ نوجوانوں کی بڑی تعداد کو ایرانی انقلاب کا پر جوش کارکن اور علمبردار بنایا۔ نیز اتحاد اسلامی کے اس سلسلہ کو اپنے مخصوص مذہبی و قومی تناظر میں آگے بڑھایا جس کا پرچم سید جمال الدین افغانی، شیخ محمد عبدہ اور علامہ محمد اقبال جیسے بنائے امت نے بلند کیا تھا۔ اقبال سے علی کو عشق کی حد تک لگاؤ تھا۔ اس کا اندازہ ان لیکچروں سے بخوبی لگایا جاسکتا ہے جو تہران میں انہوں نے "حسینہ ارشاد" میں دیئے اور جو "ما و اقبال" نامی کتاب کی صورت میں چھپ چکے ہیں۔

مفکر ایران ڈاکٹر علی شریعتی علامہ اقبال کے بارے میں "ما و اقبال" میں فرماتے ہیں:-

"از میان همه شعراى امروز شيعى، بزرگترين اثر، عالى ترين اثر، هم از لحاظ فکر، هم از لحاظ شدت اخلاص، هم از لحاظ منطق، هم از لحاظ اثر ادبى، ديوان و شعر اقبال است۔ درباره خانوادہ پيغمبر اخلاص او را همين بس کہ در جامعہ سنى مذهب است و ستايش گر خاندان پيغمبر در اردو زبان است و سرايندہ بہترين مدح ها درباره

ائمہ شیعہ بہ فارسی۔" (۲)

ترجمہ :- دور جدید کے تمام شیعہ شعراء کے درمیان فکری لحاظ سے اور شدت اخلاص کے لحاظ سے نیز منطق و اثر ادبی کے حوالے سے بھی، عظیم ترین و عالی ترین شاہکار دیوان و شعر اقبال ہے۔ خاندان پیغمبر کے بارے میں اقبال کے اخلاص کی یہی دلیل کافی ہے کہ وہ ایک سنی العقیدہ معاشرہ کا فرد ہوتے ہوئے اردو زبان میں مدح خوان خاندان پیغمبر ہے۔ نیز فارسی میں ائمہ شیعہ کی تعریف میں بہترین نظمیں کہنے والا ہے۔

ڈاکٹر علی شریعتی بنیادی طور پر ایک مذہبی مفکر ہیں۔ مشرق و مغرب میں مذہبی ولادینی اداروں میں تعلیم و تربیت حاصل کرنے کی وجہ سے ان کی ذات میں قدیم و جدید اور مشرق و مغرب کا امتزاج ظاہر ہوا۔ وہ ایک ایسی شخصیت ہیں جو مذہبی حیثیت و علوم اور فکر و عمل کی حامل ہونے کے ساتھ ساتھ جدید طرز تحقیق و تنقید اور غیر جذباتی غور و فکر کی بھی آئینہ دار ہے۔ انہوں نے "سنی - اثنا عشری" اور "شیعہ - سنی" تاریخی و اعتقادی مسائل میں بھی حتی الامکان حقیقت پسندانہ روش اختیار کرنے کی کوشش کی جو انتہا پسندانہ صفوی روایات پر مبنی تشیع کے مقابلے میں افہام و تفہیم اور اختلافات کا دائرہ محدود تر کرنے میں معاون ثابت ہوئی۔ علی شریعتی نے صفوی دور کو دور ملوکیت قرار دیتے ہوئے "صفوی تشیع" کے مقابلے میں "علوی تشیع" کی اصطلاح رائج کی اور عصر جدید میں تشیع کی ظاہری رسومات کو ان کی موجودہ صورت میں بے روح اور غیر مؤثر قرار دیتے ہوئے اس فکر و فلسفہ کے احیاء کی تلقین کی ہے جو ان کی رائے میں "حسینیت" کی اصل روح و فلسفہ ہے۔ یعنی طاغوت کے خلاف احتجاج مسلسل اور ظلم و نا انصافی کے خلاف جہاد مظلومان - تاکہ عدل و انصاف کا دور دورہ ہو۔ انہوں نے صفویوں کے دور میں جبر و تشدد کے ذریعے لوگوں کو ایک مخصوص مسلک اختیار کرنے پر مجبور کرنے کی صفوی روایت کی مذمت کرتے ہوئے اسے شیعہ روایت سے انحراف قرار دیا۔ چنانچہ شریعتی نے حقیقی شیعہ فکر کی تجدید کی بڑی حد تک کامیاب کوشش کی۔ "سنی - اثنا عشری" اختلافات کو کم کرنے کے سلسلے میں علی شریعتی کی کوششوں کا ذکر کرتے ہوئے پروفیسر حامد الکر (الجار) فرماتے ہیں :-

"Also important in Dr. Shariati's view of Shia school was his attempt to interpret it in such a way as not to exaggerate and enlarge the inevitable

differences between Shiah and Sunni Muslims".(3)

ترجمہ:- ڈاکٹر شریعتی کے شیعہ مکتب فکر کے بارے میں نقطہ نظر کے حوالے سے یہ بات بھی اہم ہے کہ انہوں نے شیعہ مذہب کی ایسی تشریحات کرنے کی کوشش کی جو شیعہ اور سنی مسلمانوں کے درمیان موجود حقیقی اختلافات عقائد کو بڑھا چڑھا کر پیش نہ کریں۔

چنانچہ علی شریعتی نے اپنی معروف تصنیف "فاطمہ فاطمہ است" میں سیدہ فاطمہؓ سے پہلے اولاد رسولؐ میں سے سیدہ زینبؓ و رقیہؓ و ام کلثومؓ و قاسمؓ و عبداللہؓ کی ولادت کا ذکر بھی بڑے مؤثر انداز میں فرمایا ہے:-

"ہمہ در انتظار اند تا ازیں خانہ پسرانی برومند بیرون آیند و بہ خاندان عبدالمطلب و خانوادہ محمد قدرت و اعتبار و استحکام بخشند۔

فرزند نخستین دختر بود: زینب۔

اما خانوادہ در انتظار پسر است۔

دومی دختر بود: رقیہ۔

انتظار شدت یافت و نیاز شدید تر۔

سومی: ام کلثوم۔

دو پسر قاسم و عبداللہ آمدند۔ مژدہ بزرگی بود۔ اما نہ درخشیدہ

افول کردند۔ و اکنون دریں خانہ سہ فرزند است و ہر سہ دختر۔

مادر پیر شدہ است و سنش از شصت میگذرد۔ و پدر گرچہ

دخترانش را عزیز می دارد، اما با احساسات قومش و نیاز و انتظار

خویشانش شریک است۔

آیا خدیجہ کہ با پایان عمر نزدیک شدہ است فرزندی خواہد آورد؟

امید سخت ضعیف شدہ است۔

آری۔ شور و امید دریں خانہ جان گرفت و التهاب بہ آخرین نقطہ

اوج رسید۔ این آخرین شانس خانوادہ عبدالمطلب است و آخرین امید۔

اما..... باز ہم دختر۔

نامش را فاطمہ گزاشتند۔" (۴)

ترجمہ :- سب لوگ انتظار میں ہیں کہ اس گھرانے سے آبرو مند فرزند نمودار ہوں اور خاندان عبدالمطلب و خانوادہ محمدؐ کو قوت و استحکام و معتبر مقام عطا کریں۔

پہلا بچہ پیدا ہوا تو وہ لڑکی تھی..... نہ نب۔

مگر خاندان کو تو بیٹے کا انتظار ہے۔

دوسری مرتبہ بھی بیٹی پیدا ہوئی..... رقیہ۔

تیسری مرتبہ..... ام کلثوم۔

دو بیٹے قاسم و عبد اللہ پیدا ہوئے۔ یہ بہت بڑی خوشخبری تھی۔ مگر پروان چڑھے بغیر ہی وفات پا گئے۔ اب اس گھرانے میں تین بچے ہیں اور تینوں ہی بیٹیاں۔

ماں بوڑھی ہو چکی ہے۔ اس کی عمر ساٹھ سال سے آگے بڑھ رہی ہے اور باپ اگرچہ اپنی بیٹیوں کو عزیز رکھتا ہے، مگر اپنے قبیلے کے احساسات، انتظار اور توجہ میں ان کے ہمراہ شریک ہے۔ آیا خدیجہ جو کہ اپنی آخری عمر کے قریب پہنچ چکی ہیں، بیٹے کو جنم دے پائیں گی؟ امید بہت کم رہ گئی ہے۔

مگر ہاں۔ اس گھرانے میں پھر بالچل اور امید کی کرن دکھائی دے رہی ہے اور جوش و خروش اپنے آخری نقطہ عروج تک جا پہنچا ہے۔

یہ خانوادہ عبدالمطلب کے لئے آخری چانس اور آخری امید ہے۔

مگر..... ایک بار پھر لڑکی پیدا ہوئی۔

انہوں نے اس کا نام فاطمہ رکھا۔

اگرچہ "اجماع اُمت" کے مطابق سیدنا ابوبکرؓ از روئے نص قرآنی "ثانی اثنین" صاحب رسولؐ اور "نبیؐ کے ہمراہ معیت الہی کے حامل ہیں" (ثانی اثنین إذہما فی الغار إذ یقول لصاحبه لا تحزن إن اللہ معنا۔ التوبة: ۴۰)۔ نیز فتح مکہ و غلبہ اسلام کے بعد

بحکم نبوی اولین امیرالمح (۹ھ) اور پھر وفات رسولؐ سے پہلے امام نماز مقرر فرمائے گئے۔ (ثانی اسلام وغار و بدر و قبر - اقبال)۔ مگر شورائی امامت و خلافت ابوبکرؓ (عمر بوقت خلافت: ۶۰ سال) کے حق میں سنی اکثریت کے تمام تر دلائل و براہین شرعیہ کے باوجود شیعی دلائل بحق عقیدہ امامت و خلافت منصوصہ و معصومہ کی رو سے سیدنا علیؓ (عمر بوقت وفات رسولؐ: تقریباً ۳۳ برس) ہی اول امام منصوص و معصوم اور حقدار خلافت بلا فصل تھے۔ اور یہی شیعی عقیدہ دکنتر علی شریعتی کا بھی ہے۔ مگر اس حوالہ سے حامیان خلافت علیؓ کی (بقول شریعتی) مختصر جماعت کے مقابلے میں اکثر و بیشتر صحابہ کرامؓ کی جانب سے شورائی امامت و خلافت ابوبکر صدیقؓ کی تائید و حمایت کا تذکرہ کرتے ہوئے شریعتی ان صحابہ کبارؓ کے محاسن و مناقب کا بھی بڑے شاندار الفاظ میں اعلان و اعتراف فرماتے ہیں:-

"ابوبکر است نخستین کسیکه بیرون از خانواده پیغمبر به او گروید- یار غار او، همگام هجرت او، پدر همسر او ام المومنین- کسیکه در بیكسی و غربت پیغمبر به او دست یاری داد و همه ثروت خویش را در راه ایمان به او نابود کرد- و در مدینه چنان تهیدست شد که پیش یهودیان پست و مردم بیگانه و حقیر مدینه کاری کرد- و کسیکه همه مردم بیست و سه سال تمام از نخستین سال بعثت تا مرگ پیغمبر او را همه جا در کنار او دیده اند-

و عمر چهلیم کسیکه در مخفی گاہ پیغمبر خانہ ارقم بن ابی ارقم به او گروید- وبا پیوستن او و حمزه به جمع اندك و ضعیف یاران نخستین پیغمبر مسلمانان نیرو گرفتند و آشکار شدند- و از آن هنگام همه نیروئی خویش وقف پیشرفت این نهضت کرد- و از نزدیکترین یاران پیا مبر و برجسته ترین مهاجران بود- و مردم او را کہ پدر حفصہ ام المومنین نیز بود از رهبران بزرگ و اصحاب کبار رسول خدا می دانستند-

و عثمان مهاجر ذو هجرتین اسلام است و داماد ذوالنورین پیغمبر- مرد باحشمت و تقدس مآب به دو خانواده قریش- و کسیکه باثروت بسیاری در جمع یاران فقیر پیغمبر در امور خیر کمکهای مؤثر

کرده است در میان توده مردم به عنوان یکی از اصحاب قدیم و مهاجران بزرگ و دوستان و خویشان نزدیک پیغمبر در او مینگرند۔
و خالد بن ولید کہ در جہاد با دشمنان اسلام قہرمانیہا کرد و در موتہ کہ سربازی سادہ بود نہ شمشیر بر سر رومیان شکست و "سیف اللہ" لقب داشت۔

و عمرو عاص یکی از چہار نابغہ معروف عرب کہ سالہا سال بہ مسلمین پیوستہ و در مرزہای شمال بہ قدرت امپراطور روم ضرب شست اسلام نشان دادہ است۔

و سعد بن ابی وقاص نخستین کسی کہ در اسلام تیری بہ روی دشمن رہا کردہ و مسلمانان را از مرحلہ دفاعی بدر آورده و حالت حملہ را بہ دشمن اعلام کردہ است۔ و در احد با تیر باران دقیق و زبردستانہ اش از جان پیغمبر کہ سخت بہ خطر افتادہ بود و تنہا ماندہ بود دفاعی کردہ بود کہ پیغمبر با تعبیر ویژہ او راستانش کرد۔

و دیگران و دیگران و سپس تائید مهاجران بزرگ و انصار بزرگ و ہمہ سران و سرداران و پیشگامان اسلام و نزدیکترین یاران و ہمگامان پیغمبر۔^(۵)

ترجمہ:- ابو بکر خاندان پیغمبر سے باہر کی پہلی شخصیت ہیں جو آپ پر ایمان لائی۔ آپ کے یار غار رفیق ہجرت آپ کی شریک حیات ام المومنین (عائشہؓ) کے والدہ۔ وہ ہستی جس نے پیغمبر کی بے کسی و غریب الوطنی کے زمانہ میں انہیں دوستی کا ہاتھ دیا اور اپنی تمام دولت و ثروت کو آپ پر ایمان لانے کی راہ میں خرچ کر دیا۔ اور مدینہ میں اتنے تہی دست ہو گئے کہ مدینہ کے یہودیان پست اور مردم بیگانہ و حقیر کے ہاں اجرت پر کام کرتے رہے۔ وہ شخصیت جسے لوگوں نے بعثت کے اولین سال سے وفات پیغمبر تک تیس برس ہر مقام پر پیغمبر کے شانہ بشانہ پایا ہے۔

اور عمر چالیسویں فرد ہیں جو مخفی گاہ پیغمبر خانہ ارقم بن ابی ارقم میں اسلام سے وابستہ ہوئے۔ ان کے اور حمزہ کے اصحاب پیغمبر کی ابتدائی مٹھی بھر کمزور جماعت میں شامل ہونے سے مسلمانوں کو

تقویت ملی اور وہ کھلم کھلا سامنے آ گئے۔ اس وقت سے عمر نے اپنی تمام تر قوت اس تحریک کی ترقی کے لئے وقف کر دی۔ آپ پیغمبر کے قریب ترین دوستوں اور برجستہ ترین مہاجرین میں سے تھے۔ نیز ام المؤمنین حفصہ کے والد بھی تھے۔ چنانچہ لوگ آپ کو رسول خدا کے اصحاب کبار اور عظیم قائدین میں شمار کرتے تھے۔

اور عثمان جنہوں نے اسلام میں دو ہجرتیں فرمائیں۔ نیز پیغمبر کے داماد ذوالنورین تھے۔ قریش کے دو خاندانوں سے تعلق رکھنے والے تقدس مآب و باحشمت۔ وہ شخصیت جنہوں نے پیغمبر کے غریب صحابہ کی جماعت میں اپنی کثیر دولت کے ذریعے امور خیر میں مؤثر امداد فرمائی۔ جو لوگوں کی نظر میں پیغمبر کے قدیم صحابہ، عظیم المرتبت مہاجرین و رفقاء اور قریبی رشتہ داروں میں سے ایک تھے۔

اور خالد بن ولید جنہوں نے دشمنان اسلام سے جہاد میں بارہا ایک ہیرو کی طرح داد شجاعت دی تھی۔ جنگ موتہ میں جبکہ وہ محض ایک عام سپاہی کی حیثیت سے شریک تھے لڑتے لڑتے رومیوں کے سروں پر نو تلواریں توڑیں اور "سیف اللہ" کا لقب پایا۔

اور عمرو بن عاص جو عرب کے چار مشہور نابغوں میں سے ایک تھے۔ جنہوں نے سالہا سال اہل اسلام سے وابستہ رہتے ہوئے شمالی سرحدوں کی جانب رومی شہنشاہیت پر اسلام کی ضرب کاری لگائی تھی۔

اور سعد بن ابی وقاص، اسلام کی وہ پہلی شخصیت جس نے دشمن کے رو برو تیر اندازی کرتے ہوئے مسلمانوں کو دفاعی مرحلہ سے باہر نکالا اور دشمن پر جارحانہ حملہ کا اعلان کیا۔ جنہوں نے غزوہ احد میں تیروں کی تیز اور زبردست بوچھاڑ کے ذریعے پیغمبر کی جان کا اس وقت دفاع کیا جبکہ وہ سخت خطرہ میں تھی اور آپ یکہ و تنہا رہ گئے تھے۔ جس پر پیغمبر نے ان کی جانثاری کی تعریف فرمائی۔

نیز دیگر بے شمار اصحاب جن کو مزید عظیم المرتبت انصار و مہاجرین، قائدین و سرداران اسلام و نزدیک ترین یاران و ہم گامان پیغمبر کی تائید و حمایت حاصل تھی۔

سیدنا عثمانؓ کے ذوالحجرتین (دو ہجرتوں والا) ہونے کی تشریح کرتے ہوئے شریعتی لکھتے ہیں:-
 "ہجرت بہ حبشہ و سپس ہجرت بہ مدینہ" - (۶)

ترجمہ: حبشہ کو ہجرت اور اس کے بعد مدینہ کو ہجرت۔

سیدنا عثمانؓ کے ذوالنورین (دونوروں والا) ہونے کی تشریح کرتے ہوئے علی شریعتی لکھتے ہیں:-
"شوہر رقیہ و سپس شوہر ام کلثوم دختران پیغمبر کہ در آغاز عروس ابولہب بودند۔ و پس از بعثت بدستور وی پسرانش آنها را طلاق گفتند، تاہم بہ پیغمبر اہانت کردہ باشند، وہم او را در فشار روحی و مالی قرار دادہ باشند۔"

و عثمان کہ جوانی ثروتمند بود، و از دو خانوادہ اشرافی (از پدر بہ بنی امیہ و از مادر بہ بنی ہاشم) رقیہ را گرفت و با او حبشہ ہجرت کرد۔ در مدینہ رقیہ مرد، و سپس ام کلثوم را گرفت۔ لقب "ذوالنورین" از اینجا است۔ (۷)

ترجمہ:- پیغمبر کی بیٹیوں رقیہ اور بعد ازاں ام کلثوم، کے شوہر۔ جو پہلے ابولہب کے بیٹوں کی منکوحہ تھیں اور بعثت کے بعد اس کے حکم پر اس کے بیٹوں نے انہیں طلاق دیدی تھی۔ تاکہ پیغمبر کی توہین کر سکیں اور انہیں ذہنی و مالی دباؤ میں بھی مبتلا کر دیں۔

عثمان نے جو کہ دولت مند جوان تھے، نیز دو معزز خاندانوں (باپ کی طرف سے بنو امیہ اور ماں کی طرف سے بنو ہاشم) سے تعلق رکھتے تھے رقیہ سے شادی کر لی اور ان کے ہمراہ حبشہ کو ہجرت کر گئے۔ مدینہ جا کر رقیہ فوت ہو گئیں تو ان کے بعد ام کلثوم سے شادی کر لی۔ "ذوالنورین" کا لقب اس وجہ سے ہے۔

ڈاکٹر علی شریعتی نے شیعہ عقیدہ کے مطابق سیدنا علیؓ کے بارے میں تحریر فرمایا ہے کہ:-

"از اصل احقیقیت خویش در امر خلافت و غصب حق خویش چشم نپوشید۔" (۸)

ترجمہ: علیؓ نے کبھی اس اصولی بات سے چشم پوشی نہیں کی تھی کہ خلافت (بلا فصل) کے معاملہ میں ان کا حق زیادہ تھا، مگر انہیں ان کا حق نہیں دیا گیا۔

مگر اس کے باوجود ان کی مقابل شخصیات کے فضائل کا بھی اعتراف فرمایا ہے۔ چنانچہ علی

شریع شہادت عمر (یک محرم ۲۳ھ) کے حوالہ سے رقمطراز ہیں:-

"در نہج البلاغہ کہ سید رضی شیعہ جمع کردہ و محمد عبدہ سنی تصحیح نموده از عمر این چنیں یا دمی کند:-

لله بلاد فلان فقد قوم الأود، وداوى العمد، وأقام السنة، و خلف
الفتنة، ذهب تقى الثوب، قليل العيب، أصاب خيرها، وسبق شرها، أدى
الى الله طاعته، واتقاه بحقه، رحل وتركهم فى طرق متشعبة، لا يهتدى
فيها الضال، ولا يستيقن المهتدى-

بزرگواری، ادب انسانی، انصاف، اعتراف از ارزش های رقیب،
ستانش از فضیلت های کسی که تقیصت های نیز دارد، عیب و هنر
دیگری را گفتن، در آغاز خدمات و صفات مثبت کسی را گفتن و در پایان از
او باتعبیری عمیق، و در عین حال مؤدبانہ انتقاد کردن، درسی است کہ
علی به انسانیت می آموزد، و بویژه به ناقدان و قضاوت کنندگان درباره
شخصیت ها و حتی درباره مخالف-

آفرین بر (عمر) کجی را راست کرد، و درد را درمان نمود، و سنت
رسول را بر پا داشت، و فتنه را پشت سرگذاشت، پاکدامن رفت، اندک
عیب، خیر خلافت را به چنگ آورد، از شرش پیشی جست، طاعت
خداوند را ادا کرد، و برحقش تقوی ورزید، رحلت کرد و خلق را در راه های
شعبه رها کرد آنچنانکہ گمراه در آن راه نمی یا بد و انسان در راه استوار
نمی ماند- (نہج البلاغہ: ترجمہ آقای فیض الاسلام، ص ۷۱۲،
سخن ۲۱۹)۔^(۱)

ترجمہ:- "نہج البلاغہ" میں جسے شیعہ سید رضی نے جمع فرمایا اور سنی محمد عبدہ نے تصحیح فرمائی، علی
نے عمر کی وفات پر ان کا یوں تذکرہ فرمایا ہے:-

آپ (عمر) پر آفرین ہو- آپ نے ٹیڑھے پن کو درست کیا، درد کا درمان کیا، سنت رسول
کو قائم کیا، فتنہ کو پس پشت ڈال دیا- یوں رخصت ہوئے کہ دامن پاک، عیب کیاب تھا- آپ نے خیر

خلافت کو حاصل کر لیا اور اس کے شر سے بالاتر رہے۔ اللہ کی اطاعت کی اور اس کا کما حقہ تقویٰ اختیار کیا۔ اب رحلت فرما گئے ہیں تو لوگوں کو متفرق راستوں پر چھوڑ گئے ہیں، جہاں راستہ گم کرنے والے کو راہ سمجھائی نہیں دے رہی اور واقف راہ کو یقین کامل حاصل نہیں۔

یہ ہے بزرگواری، ادب انسانی، انصاف، مد مقابل کی خوبیوں کا اعتراف، ایسی شخصیت کے فضائل کی مدح سرائی جس میں خامیاں بھی ہیں۔ کسی کے عیب و صہر پر گفتگو کرتے ہوئے ابتدا میں اس کی مثبت خدمات و صفات کا ذکر کرنا اور بعد میں بالعبیری عمیق اور مؤدبانہ انداز میں تنقید کرنا، یہ وہ درس و سبق ہے جو علی انسانیت کو اور بالخصوص ناقدین و انصاف کنندگان کو مختلف شخصیات حتیٰ کہ مخالفین کے معاملہ میں بھی سکھلا رہے ہیں۔

ڈاکٹر علی شریعتی بحیثیت شیعہ حضرت ابوبکرؓ و عمرؓ و عثمانؓ کے مقابلے میں جناب علیؓ کو منصب امامت و خلافت کا اولین منصوب و معصوم حقدار قرار دیتے ہیں، مگر اس کے باوجود ایران کو سولہویں صدی کے آغاز میں پہلی بار شیعہ ریاست قرار دیکر صدیوں تک حکمران رہنے والے صفوی بادشاہوں کی شیعہ حکومتوں کے مقابلے میں سیدنا ابوبکرؓ و عمرؓ حتیٰ کہ سیدنا عثمانؓ و معاویہؓ کے طرز حکومت کو بھی بہتر و برتر قرار دیتے ہیں:-

"سلاطین صفوی و رژیم صفویہ کہ حق ندارد از رژیم حکومت ابوبکر و عمر حتی عثمان و معاویہ انتقاد کند"۔ (۱۰)

ترجمہ:- صفوی بادشاہوں اور حکومتوں کو کوئی حق نہیں پہنچتا کہ ابوبکر و عمر حتیٰ کہ عثمان و معاویہ کے نظام حکومت پر بھی کوئی تنقید کریں۔

ڈاکٹر علی شریعتی سب و شتم کی مذمت میں قرآن کا حوالہ دیتے ہوئے سیدنا علیؓ کے قول کے حوالہ سے لکھتے ہیں کہ انہوں نے بنو امیہ کو بھی سب و شتم کرنے سے منع فرمایا تھا:-

"قرآن صریحاً بہ شخص پیغمبر دستور می دهد کہ حتیٰ مشرکان را دشنام مده: ولا تسبوا الذین یدعون من دون اللہ- (۱۰۸/۲) سورہ انعام

و قرآن ناطق نیز نفرت خود را از بد زبانی و فحاشی کہ نماینده روح زشت و پست دشنام دهنده است، نہ دشنام گیرنده، رسماً بیان می کند۔ و از اینکه پیروان او فحاش باشند بیزار است:- **إِنِّي أَكْرَهُ أَنْ تَكُونُوا سَبَابِينَ (من از اینکه شما فحاش باشید نفرت دارم) در جنگ با بنی امیہ و در بارہ آنها می گوید:- (۱۱)**

ترجمہ:- قرآن نے ذات پیغمبر کو صراحت کے ساتھ حکم دیا ہے کہ مشرکوں کو بھی گالی مت دو:-
وَلَا تَسِبُّوا الَّذِينَ يَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ (۱۰۸/۲) سورہ انعام ۱۰۸۔
(اور جو لوگ اللہ کے سوا دوسروں کو پکارتے ہیں ان کو بھی سب و شتم مت کرو)۔

اور قرآن ناطق (علیؑ) نے بذات خود بھی بد زبانی و فحش گوئی سے جو کہ گالی کھانے والے کے بجائے گالی دینے والے کی بری اور پست ذہنیت کی ترجمان ہے باقاعدہ اپنی نفرت ظاہر فرمائی ہے۔ اور یہ بھی کہ وہ اس بات سے بیزار ہیں کہ ان کے پیروکار فحش گو بنیں:-

إِنِّي أَكْرَهُ أَنْ تَكُونُوا سَبَابِينَ - (میں اس بات سے کہ تم فحش گو بنو نفرت کرتا ہوں)۔ اور وہ (علیؑ) یہ بات بنی امیہ سے جنگ کے حوالہ سے اور انہی (بنی امیہ) کے بارے میں فرما رہے ہیں۔

دکتر علی شریعتی نے اپنی مختلف تصانیف و تقاریر میں صحابہ کرامؓ کے مناقب و محاسن کے علی الاعلان اعتراف کے باوجود مختلف مقامات پر سیدنا علیؑ کی امامت و خلافت منصوبہ و معصومہ نیز دیگر شیعہ اثنا عشری افکار و معتقدات کی تائید و اثبات کرتے ہوئے وفات نبوی کے بعد صحابہ کرامؓ کے مختلف مواقف پر ایسی تنقیدات بھی کی ہیں جو سنی علماء و محققین کے نقطہ نظر سے قابل نقد و احتساب ہیں (۱۲)

مگر اس سلسلہ میں یہ بات پیش نظر رہنی چاہئے کہ جس طرح کسی غیر مسلم مستشرق کی جانب سے اسلام و پیغمبر اسلامؐ کی مدح و ستائش کا یہ مطلب ہرگز نہیں لیا جاسکتا کہ وہ اپنے یہودی یا نصرانی عقیدہ سے دستبردار ہو کر دائرہ اسلام میں داخل ہو چکا ہے بالکل اسی طرح کسی غیر سنی اقلیتی فرقہ سے تعلق رکھنے والے مفکر و محقق کی جانب سے امت مسلمہ کی سنی اکثریت کی کتب حدیث و فقہ و تفسیر نیز علم کلام و تاریخ و تصوف سے اقتباس و استفادہ اور مدح و ستائش صحابہؓ کا ہرگز یہ مطلب نہیں لیا جاسکتا کہ

وہ اجماع امت اور علوم و عقائد اہل سنت سے شرعاً متفق ہو چکا ہے۔ اور اب قرآن و سنت مذاہب اربعہ امامت و خلافت ابو بکر و عمر و عثمانؓ مقام صحابہ کرامؓ نیز قبول روایات حدیث و تفسیر و دیگر علوم دین از جملہ صحابہ کرامؓ و اہل بیت عظامؓ کے سلسلہ میں لازماً مسنی عقیدہ اور طرز فکر و عمل اختیار کرے گا۔ لہذا "خذ ما صفا و دع ما کدر" (جو صاف ہے وہ لے لو اور جو گدلا ہے اسے چھوڑ دو) کے اصول پر عمل پیرا ہوتے ہوئے مثبت اقوال و افکار کی تعریف و توصیف اور قابل نقد و احتساب اقوال و افکار سے اعلان برأت نیز ان کا مدلل رد و ابطال ہی مناسب علمی و دینی طرز عمل قرار پاتا ہے۔

چنانچہ اختلاف عقائد کے باوجود حتی الامکان افہام و تفہیم نیز پر امن بقائے باہم اور دشمنان ملک و ملت کے مقابلے میں مکمل اتحاد کے اسی نقطہ نظر کی وضاحت کے لئے دکنتر علی شریعتی کا درج ذیل بیان ملاحظہ ہو:-

"مقصودم از "وحدت" همان طوریکه بارها گفته ام، وحدت صف مسلمانان شیعی و غیر شیعی در برابر امپریالزم و صهیونیسم است، نه که وحدت مذهب شیعه و مذهب سنت است. نه اینکه تشیع و تسنن باهم یکی شوند. اساساً آدمی که این حرف "وحدت تشیع و سنن" را می زند، معلوم می شود که اصلاً هیچ چیز را نمی داند. نه از تشیع و تسنن خبر دارد، نه از تاریخ، و نه از مذهب، و نه هم از مسائل علمی و عقلی."

هرگز هرگز نباید شیعه از مبانی اعتقادی خود صرف نظر کند".^(۱۳)

ترجمہ:- "وحدت" سے میری مراد، جیسا کہ میں نے کئی مرتبہ بیان کیا ہے، سامراجیت اور صہونیت کے مقابلہ میں شیعہ و غیر شیعہ مسلمانوں کی صفوں میں اتحاد ہے، نہ کہ وحدت مذہب شیعہ و مذہب سنی۔ نہ ہی یہ مقصد ہے کہ "تشیع" اور "تسنن" باہم ایک ہو جائیں۔ بنیادی طور پر ہر وہ شخص جو کہ "وحدت تشیع و تسنن" کا نعرہ لگاتا ہے، معلوم ہوتا ہے کہ درحقیقت وہ کسی بات کا علم نہیں رکھتا۔ نہ تو وہ "تشیع و تسنن" سے واقف ہے اور نہ ہی وہ تاریخ و مذہب نیز علمی و عقلی مسائل کی خبر رکھتا ہے۔

شیعوں کو ہرگز ہرگز اپنی اعتقادی بنیادوں کو نظر انداز نہیں کرنا چاہئے۔

ڈاکٹر علی شریعتی کے خصوصی حوالہ سے یہ امر بھی ہمیشہ ملحوظ خاطر رہنا چاہئے کہ انقلاب ایران (۱۹۷۹ء) سے پہلے ایرانی شاہنشاہیت اور صفوی تشیع کے انتہا پسند سیاسی و مذہبی پس منظر میں علی شریعتی (۱۹۳۳ء-۱۹۷۷ء) ایک ایسی نمایاں و موثر ایرانی شخصیت ہیں جنہوں نے جرأت و انصاف سے کام لیتے ہوئے نہ صرف مختلف محاسن و مناقب صحابہ کرامؓ کا کھلم کھلا اعتراف و اعلان فرمایا، بلکہ ساتھ ہی نقد رسومات تشیع صفوی اور تجدید فکری تشیع کے حوالہ سے لاکھوں جدید تعلیم یافتہ شیعیان ایران کو اپنا حامی و ہموار بنانے میں بھی عظیم الشان کامیابی حاصل فرمائی۔ حتیٰ کہ ان کے "حسینیہ ارشاد" میں سید مرتضیٰ مطہری (۱۹۱۹ء-۱۹۷۹ء) جیسے جلیل القدر شیعہ علماء بھی خطاب فرماتے رہے ہیں۔

علی شریعتی کے بارے میں امام خمینی کے تاثرات کیا ہیں؟ اس سلسلے میں حامد انگر اپنے ایک دوست کے حوالہ سے جو علی شریعتی کا مداح ہے کہتے ہیں کہ میرے اس دوست نے امام خمینی سے دریافت کیا کہ کیا آپ کی رائے میں مرحوم ڈاکٹر شریعتی کا کام بھی عظیم اثرات کا حامل نہیں تھا؟

"Do you not think that work of the late Dr. Shariati also was of great effect? (14)

تو آیت اللہ خمینی نے جواب دیا:-

"Dr Shariati's teachings aroused a certain discussion among the Ulama, but at the same time had a great effect upon leading back the younger intellectuals". (15)

ترجمہ:- ڈاکٹر شریعتی کی تعلیمات ایک خصوصی بحث مباحثہ کا باعث بنیں، مگر اس کے ساتھ ہی ذہین و فطین نوجوانوں کو دین کی طرف واپس لانے میں بھی عظیم اثرات کی حامل تھیں۔
امام خمینی نے مزید فرمایا:-

"The followers of Dr. Shariati should go beyond what Dr. Shariati offered them, to investigate the traditional. In the same way the traditional Ulama should recognise that none of the Ulama said the last word on anything". (16)

ترجمہ:- ڈاکٹر شریعتی کے پیروکاروں کو روایتی علوم کی تحقیق کے سلسلہ میں ڈاکٹر شریعتی کے پیش کردہ افکار سے آگے بڑھنا چاہئے۔ اسی طرح روایت پرست علماء کو بھی یہ بات تسلیم کرنا چاہئے کہ کسی بھی معاملہ میں کسی عالم کا قول حرف آخر نہیں۔

اس طرح امام خمینی نے علی شریعتی کی خدمات کے اعتراف کے ساتھ ساتھ ان کے پیروکاروں اور روایتی علماء کے مابین مزید افہام و تفہیم اور راہ اعتدال اپنانے کی ضرورت کا احساس دلایا ہے۔

پاکستان کے نامور صحافی اور مصنف جناب محمد صلاح الدین (سابق مدیر روزنامہ "جسارت" کراچی وغیرہ) ڈاکٹر علی شریعتی کا مختصر مگر جامع الفاظ میں تعارف کراتے ہوئے لکھتے ہیں:-

"انقلاب ایران کو فکری غذا مہیا کرنے والوں میں ڈاکٹر شریعتی کا مقام بہت اونچا ہے اور حقیقت یہ ہے کہ مغربی ممالک کی یونیورسٹیوں میں زیر تعلیم ایرانی طلبہ کو اس انقلاب سے منسلک کرنے کی خدمت انہوں نے ہی انجام دی ہے۔ انہوں نے شاہ کے عہد میں قید و بند کی صعوبتیں اٹھائیں اور اس راہ میں اپنی جان کی قربانی دی۔ مغرب سے مخاطب اس کے افکار و نظریات کے ابطال اور مغربی ماحول میں رہنے والے نوجوانوں سے اسلام کی حقانیت کا لوہا منوانے میں ان کے پر زور طرز استدلال اور دل نشین انداز تحریر نے عظیم کارنامہ انجام دیا ہے۔ ایران کی نوجوان اور اعلیٰ تعلیم یافتہ نسل کے لئے وہ ہیرو کا مقام رکھتے ہیں۔ قم کے علماء بھی ان کی خدمات کے معترف اور ان کی فکر کی سلامتی کے مداح ہیں۔ ان میں اگر کوئی کمی تھی تو صرف یہ کہ وہ فقیہ نہیں تھے، دینی مدرسہ کے سند یافتہ نہ تھے اور جبہ و دستار کی ظاہری علامات سے خالی تھے۔ لیکن انقلاب ایران میں ان کا مقام متعین کرنے کی کوشش کی جائے تو وہ صف اول میں نمایاں حیثیت کے حامل نظر آئیں گے۔ اور شہادت کے معاملہ میں بھی وہ "سابقون الاولون" میں شامل ہیں۔" (۱۷)

تصانیف شریعتی

ڈاکٹر علی شریعتی کے مختصر احوال کے بعد ان کی تصانیف و مقالات اور مطبوعہ تقاریر و خطبات کی جو فہرست میسر آ سکی ہے وہ من و عن درج ذیل ہے:-

لیست آثار معلم شہید دکتر علی شریعتی

- ۱- آیا مسلمانان پیش از کرسیتید تهران
کلب امریکا را کشف کردند؟
- ۲- المجاهد الجزائر پیرس، الجزائر
- ۳- آری این چنین بود برادر حسینیه ارشاد (۲۱ رمضان ۵۰)
- ۴- سرمقاله های ایران آزاد پیرس
(ارکان جبهه ملی)
- ۵- انتظار مذهب اعتراض حسینیه ارشاد (۵۰/۸/۱۸)
- ۶- از کجا آغاز کنیم؟ دانشگاه آریامهر (۵۰/۹/۱)
- ۷- ابعاد فکری دانش سرای عالی سپاه دانش
(۱۳۵۰)
- ۸- امت و امامت در حسینیه ارشاد
جامعه شناسی (۱۱ تا ۱۲ فروردین ۱۳۵۱)
- ۹- اجرای برنامه مسجد الجواد تهران (۲۹/۱۲/۱۳۵۱)
(تاریخ در اسلام)
- ۱۰- اسلام در امریکا
- ۱۱- استحمار
- ۱۲- انقلاب در ارزش ها
- ۱۳- انسان و تاریخ
- ۱۴- اگریستانسینالزم
- مدرسه عالی دختران
- دانشکده ادبیات، تهران
- دانشگاه فنی، تهران
- دانشگاه ملی (زمستان ۵۰)

- ۱۵- استانداردهای نابت
در تعلیم و تربیت
۱۶- اگر مارکس و باب نبودند
۱۷- اخلاق
۱۸- امام رضا
۱۹- انسانها و منابع انسانها
۲۰- اقتصاد
۲۱- انسان و جهان
۲۲- الأمة فی الإسلام
۲۳- اشعار (قوی سپید، غریق راه،
در کشور، شمع زندان)
۲۴- اقبال
۲۵- ما و اقبال
۲۶- بیست و سیه سال فداکاری
در راه مکتب
۲۷- بازگشت به خویش
۲۸- بازگشت به خویشتن
۲۹- بازگشت به کدام خویشتن
۳۰- بیعت و وصایت
۳۱- بیان الادیان
۳۲- استخراج و تصفیه منابع
فرهنگی (انسان و اسلام)
۳۳- ایمان در علم
۳۴- انسان دیروز و انسان امروز
۳۵- انسان بی خود
۳۶- اوما نیسم در قصه خلقت آدم
۳۷- انسان در تمدن جدید
۳۸- اسلام شناسی
۳۹- انسان و اسلام
- دانش سرای عالی
سپاهیان انقلاب
تهران (۵۵.۵۴)
مشهد
تهران
تهران
حسینیه ارشاد
حسینیه ارشاد (۵۰/۷/۱۲)
جندیشاه پور- اهواز
فروردین ۵۵
کانون مهندسین، تهران
دانش کده نفت
دانش گاه مشهد، تالار رازی
دانش کده علوم، مشهد
دانش کده ادبیات، تهران
دانش کده نفت
ایبادان

- ۴۰- ابوذر غفاری مشهد
- ۴۱- ادبیات چیست؟ شعر چیست؟
- ۴۲- انسان، اسلام و مکتب های دانشگاه مشهد
(بین ۴۲ تا ۴۹)
- ۴۳- انقلاب شیعی سربدارید
- ۴۴- الیناسیون
- ۴۵- از هجرت تا وفات
(محمد خاتم پیغمبران)
- ۴۶- بدبینی و خوشبینی، همراه نامه
ای به استاد محمد تقی شریعتی
- ۴۷- پاسخ به سوالات
(مربوط به دروس دانشگاه
مشهد) (عمومی) و ارشاد
- ۴۸- پیام (مجله)
نشریه دانشجویان
دانشکده نفت، آبادان.
- ۴۹- پیروان علی و رنجهای شان
- ۵۰- پیروزی در شکست
- ۵۱- پیروزی پس از شکست
- ۵۲- پس از پیغمبر
- ۵۳- پس از شهادت
- ۵۴- پدر، مادر، مامتهیم
- ۵۵- تولد دوباره اسلام
- ۵۶- تامل در خویش
- ۵۷- تاین بی و تاریخ
- ۵۸- تشیع علوی و تشیع صفوی
- ۵۹- تشیع سرخ
- ۶۰- تاریخ قرون جدید
- ۶۱- تاریخ کشور های مجاور
(روسیه، عراق، ترکیه، پاکستان)
- حسینیه ارشاد (۵۱/۸/۳)
- حسینیه ارشاد
- حسینیه ارشاد
- دانشکده ادبیات درس
- مسجد نارب (۵۰/۱۲/۴)
- حسینیه ارشاد (۵۰/۸/۲۱)
- روزنامه ۱۳۳۲
- حسینیه ارشاد (ابان ۵۰)
- حسینیه ارشاد
- دانش گاه مشهد
- دانشکده ادبیات

- ۶۲- تاریخ ایران پس از اسلام
 ۶۳- تاریخ علم
 ۶۴- تاریخچه تکامل فلسفه
 ۶۵- تاریخ ادیان، تاریخ فلسفه
 ۶۶- توت‌پرستی
 ۶۷- توحید، فلسفه، اخلاق
 ۶۸- تاریخ و ارزش آن در اسلام
 ۶۹- تمدن و تجدد
 ۷۰- جامعه‌شناسی شرک
 ۷۱- جهان بینی اسلام و انسان
 ۷۲- جهان بینی توحید
 ۷۳- جامعه‌شناسی مکتب و آثار
 البرکاموبه عنوان شاگرد لوكوس
 ۷۴- جهان در آستانه بعثت
 ۷۵- چه باید کرد؟
 ۷۶- چه نیازی به علی
 ۷۷- چهار زندان انسان
 ۷۸- چگونه باید امروز زن روز بودا
 ۷۹- حسین وارث آدم
 ۸۰- حج
 ۸۱- خدا در خانه یک کنیز
 ۸۲- خراسان
 ۸۳- خودسازی انقلابی
 ۸۴- خدا حافظ شهر شهادت
 ۸۵- درباره شهادت
 ۸۶- دین و سرگذشتش
- دانشکده ادبیات
 دانشکده علوم
 مشهد (۱۳۲۳)
 نشریه پلی تکنیک
 تهران
 حسینیه ارشاد
 حسینیه ارشاد (۱۵/۵/۴۹)
 دبیرستان مهمتی، مشهد
 (۱۰ دیماه ۱۳۵۲)
 دانشکده ادبیات، تهران
 نفت آبادان، یا اهواز
 دانشکده ادبیات
 دروس دانشکده
 حسینیه ارشاد
 حسینیه ارشاد (۱۷/۸/۵۰)
 مدرسه عالی علوم تربوی
 حسینیه ارشاد (۱۳۴۹)
 حسینیه ارشاد (مهر ۱۳۵۰)
 دانشگاه مشهد
 سازمان جنب سیاحان
 جهانگردی (۱۳۴۵)
 تهران (۱۳۵۵ خرداد)
 مشهد (۱۳۵۱)
 تهران
 دانشکده ادبیات

- ۸۷- دروس دانشگاه مشهد
(تاریخ اسلام)
(۴۷۰/۵۰/۳۵)
- ۸۸- دروس تاریخ ادیان
دانشکده ادبیات
(۲۱/۱۱/۵۰ تا ۱۵/۱۱/۵۰)
- ۸۹- دائرة المعارف شیعه
۹۰- دروس اسلام شناسی
۹۱- دروس تاریخ تمدن
۹۲- دروس فلسفه و معارف اسلام
۹۳- در نقد و ادب
۹۴- درباره صهیونزم
۹۵- دیالکتیک پیدایش فرق در اسلام
۹۶- راجع به شعر
۹۷- روشنفکر و مسئولیت او در جامعه تهران (۳۰/۳۱/۵/۳۹)
۹۸- ریشه های اقتصادی،
طبقاتی رنسانس
۹۹- رنسانس و تاریخ اروپا
دانشکده ادبیات، مشهد
(۱۳۳۵/۲۲)
- ۱۰۰- از پایان قرون وسطی تا ۱۲۲۰
۱۰۱- روح جدید علم
۱۰۲- روزنامه "خراسان"
(مقاله دیساسی)
۱۰۳- رسالت روشنفکر برای
ساختن جامعه
۱۰۴- رنج بودن
۱۰۵- روش شناخت اسلام
۱۰۶- زیبا ترین روح پرستنده
۱۰۷- زیر بنای توحید
۱۰۸- زندانهای نسان
۱۰۹- سیمای محمد
- مشهد
دانش گاه شریف
روزنامه "خراسان" مشهد
نفت
مشهد
حسینییه ارشاد (۳/۱ بان ۴۷)
حسینییه ارشاد (۲۲/۲/۵۱)
تهران
حسینییه ارشاد -

- ۱۱۰- سوره روم (پیام امید به روشن فکران مسؤل)
 ۱۱۱- سیانیتسم و پیدانش طبقه روشن فکر
 ۱۱۲- سنگی از خلالی دوست
 ۱۱۳- سوغات
 ۱۱۴- سرسید احمد خاں
 ۱۱۵- سال پنجم انقلاب الجزائر
 ۱۱۶- سلمان پاک
 ۱۱۷- سیمینار (یام فاطمیه)
 ۱۱۸- سوسیولوژی Initiation
 ۱۱۹- شیعه یک حزب تمام
 ۱۲۰- شهادت
 ۱۲۱- علی مکتب وحدت، عدالت
 ۱۲۲- ۲۳ سال مبارزه، ۲۵ سال سکوت، برای ۵ سال حکومت
 ۱۲۳- علی حقیقتی به گوشه اساطیر
 ۱۲۴- علی تنها است
 ۱۲۵- علی انسان تمام
 ۱۲۶- علی بنیانگزار وحدت
 ۱۲۷- علی یک روح در چند بعد
 ۱۲۸- علی اگر می گفت آری
 ۱۲۹- علت تشیع ایرانیان
 ۱۳۰- علل انحطاط مذاهب
 ۱۳۱- علم یا اسکولاستیک جدید
 ۱۳۲- فرهنگ وایدنولوژی
 ۱۳۳- فلسفه تاریخ در اسلام
 ۱۳۴- فاطمه فاطمه است
- حسینییه ارشاد (۵۱/۸/۵)
 دانش گاه مشهد
 مجله فردوسی
 تهران (۵۳-۵)
 پیرس
 مشهد
 حسینییه ارشاد
 (۵۱/۴/۲۳-۵۱/۴/۲۲)
 پیرس
 حسینییه ارشاد
 حسینییه ارشاد (نهم محرم ۱۳۹۲)
 حسینییه ارشاد (۵۰/۸/۱۲)
 حسینییه ارشاد (۱۵ و ۱۲/۱۲/۳۷)
 حسینییه ارشاد (۳۸/۹/۱۱)
 حسینییه ارشاد (۳۸/۹/۲۱)
 حسینییه ارشاد (۵۰/۸/۱۹)
 حسینییه ارشاد
 حسینییه ارشاد
 دانش گاه مشهد
 دانش گاه ملی
 دانشکده پزشکی، دانشگاه تهران
 دانش سرای عالی، تهران (ابان ۵۰)
 حسینییه ارشاد (۳۹/۲/۱)
 حسینییه ارشاد (۵۰/۴/۱۴)

- ۱۳۵- فلسفه نیایش
 ۱۳۶- فلسفه تاریخ
 ۱۳۷- فضائل بلخ
 ۱۳۸- قرآن و کامپیوتر
 ۱۳۹- قرن ما در جستجوی علی
 ۱۴۰- قاسطین، مارقین، ناکثین
 ۱۴۱- قرون جدید
 ۱۴۲- کتاب
 ۱۴۳- کتاب علی کتاب فردا کتاب همیشه تهران
 ۱۴۴- کوپر
 ۱۴۵- کانفرنس دکتر و آقای Gord
 با مقدمه پدر ستیف setif
 ۱۴۶- گفتگو علی باکیوز
 ۱۴۷- مسئولیت شیعه بودن
 ۱۴۸- متمدن و متجدد
 ۱۴۹- میعاد با ابراهیم
 ۱۵۰- مذهب علیه مذهب
 ۱۵۱- ماشین در اسارت ماشینیسیم
 ۱۵۲- مقدمه نمایش ابونر
 ۱۵۳- مقدمه سر حجر بن عدی
 ۱۵۴- مرگ فرانتز فانون
 ۱۵۵- مغضوبین زمین
 ۱۵۶- مرگ هر لحظه در کمین است
 ۱۵۷- مقدمه بر کتاب "سروجهشها"
 ۱۵۸- مبانی مسئولیت در انسان
- حسینیه ارشاد (۳۹/۱/۱۲)
 پیرس (۱۹۲۲)
 تهران
 حسینیه ارشاد (۵۱/۲/۳)
 حسینیه ارشاد (۵۱/۸/۷)
 دانش گاه مشهد
 دانش گاه مشهد
 شرکت انتشار
 کلیسای زلولیت های پیرس
 زندان سیته، (۱۹۲۵)
 حسینیه ارشاد (۵۰/۸/۱۵)
 حسینیه ارشاد (۴۸/۲/۱۹)
 مشهد، تالار رازی
 (۲۸ و ۲۹/۱۲/۴۸)
 حسینیه ارشاد
 (۴۹/۵/۲۳-۲۲)
 پلی تیکنک
 (۵ شهرپور ۱۳۵۰)
 حسینیه ارشاد (مهر ۱۳۵۱)
 مشهد
 پیرس (۱۹۲۲)
 مجله دانشجویان ایرانی
 پیرس (۱۹۲۱)
 تهران
 شرکت انتشار

- ۱۵۹- یک ماه پاپا پای پیغمبر
 ۱۶۰- مجموعه سخن رانی مکه
 ۱۶۱- مجموعه سخن رانی مکه
 ۱۶۲- مخروط فرهنگ شناسی
 ۱۶۳- میز گرد بحث و انتقاد
 ۱۶۴- من فکرمی کنم پس من هستم
 ۱۶۵- مکتب واسطه مکتب واسطه
 ۱۶۶- منحنی زندگی حلاج
 ۱۶۷- رساله تحقیقی برای وزارت علوم
 ۱۶۸- نسل نو مسلمانان
 ۱۶۹- نگاهی به تاریخ فردا
 ۱۷۰- نقش انقلابی یاد و یاد آوران
 ۱۷۱- نیایش (انکسیس کارل)
 ۱۷۲- نماز
 ۱۷۳- نمونه های عالی اخلاقی در اسلام است، نه در بحمدون
 ۱۷۴- مقالات- نامه پارسی
 ۱۷۵- نامه ها
 ۱۷۶- به خرسند
 ۱۷۷- سید ابراهیم سیلانی
 ۱۷۸- ارشاد
 ۱۷۹- قانون
 ۱۸۰- پدر
 ۱۸۱- احسان
 ۱۸۲- پوران
 حسینیه ارشاد (۱۳۵۰)
 کاروان ارشاد (۱۳۴۸)
 کاروان ارشاد (۱۳۴۹)
 نفت آبادان
 حسینیه ارشاد (۵۰/۹/۲۳)
 مجله "فرهنگ" خراسان (۱۳۳۷)
 کانون نشر حقائق اسلامی، مشهد (۱۳۳۳)
 پیرس، مشهد
 تهران
 حسینیه ارشاد (۳۷/۸/۳)
 حسینیه ارشاد (۳۸/۷/۲۰)
 حسینیه ارشاد
 (۲۱ شهریور ۱۳۵۱)
 مشهد
 تهران
 پیرس (۱۹۲۲/۲)
 پیرس (۱۹۲۱)
 تهران
 تهران
 تهران
 پیرس
 تهران
 تهران
 پیرس و تهران

- ۱۸۳- یادداشت فتوکپی (۲ صفحه
تنظیم شده بوسیله دکتر)
۱۸۴- یکبار دیگر ابونر
۱۸۵- یادداشت‌های پراگنده چاپ نشده
۱۸۶- یک حلوش تابی نهایت صقر
۱۸۷- هدفها (در زمینه چه باید کرد)
۱۸۸- هنر در انتظار موعود
۱۸۹- هجرت و تمدن
۱۹۰- اعلامیه‌های کنگره لوزان
۱۹۱- به کجا تکیه کنیم؟
۱۹۲- پیعت
۱۹۳- زندگی علی پس از مرگش
۱۹۴- جزدو کوچک اصالت
۱۹۵- شعر
تهران، منزل آقای همایون
(شورای ۵۵)
۱۹۶- مقدمه برنمایش نامه دشمن مردم تهران (۱۳۵۵)
۱۹۷- روشن فکران
۱۹۸- سؤال و جواب
۱۹۹- نامه کاشف الغطاء
۲۰۰- مخروط جامعه شناسی فرهنگی (پانینر ۵۲)
۲۰۱- انتظار عصر حاضر از زن مسلمان تهران (بهار ۵۲)
۲۰۲- نیازهای انسان امروز جندیشاه پور
۲۰۳- ایدئولوژی اهواز
۲۰۴- پاسخ به سوالات حسینیه ارشاد
و انتقادات (میزگرد)
۲۰۵- Disalienation des societes musulmanes. پیرس (۱۹۶۱/۲)
(از خود بیگانگی زدانی
جامعه‌های مسلمان)

۲۰۶۔ Sociology d' initiation پیرس (۱۹۲۲)
 ۲۰۷۔ La'ng Solitaire پیرس (۱۹۲۰) (۱۸)

خلاصہ کلام

تصانیف و مقالات شریعتی کی اس طویل فہرست سے دکنٹر علی شریعتی کے طرز فکر و مخاطب اور تجربہ علمی کا بخوبی اندازہ کیا جاسکتا ہے۔ تاہم اس حوالہ سے یہ پیش نظر رکھنا لازم ہے کہ شریعتی کی بہت سی کتب و تصانیف ان لیکچرز اور خطابات پر مشتمل ہیں جو انہوں نے مختلف اوقات میں "حسینیہ ارشاد" تہران نیز دیگر علمی و دینی مجالس و اجتماعات میں ارشاد فرمائے۔ اور ان کی اشاعت و طبع نو کا کام مختلف موانع کی بناء پر بالعموم متفرق و متنوع انداز میں ہوا۔ لہذا تمام تراحمیات کے باوجود تصانیف شریعتی کی فہرست میں تکرار و ترمیم و اضافہ کا امکان رد نہیں کیا جاسکتا۔ نیز مختصر احوال شریعتی کے ہمراہ تصانیف و مقالات شریعتی کی اس طویل فہرست پر ایک نظر ڈالنے سے بخوبی اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ دکنٹر علی شریعتی بحیثیت مفکر ایران و محقق تشیع عظیم المرتبت اور نادر المثال ہیں۔ نیز ان کی مختلف النوع تصانیف نے زبان و اسلوب اور کیفیت و کمیت ہر لحاظ سے جدید فارسی ادبیات میں بیش بہا اضافہ کیا ہے۔

وفی الجملہ:۔

دکنٹر علی شریعتی عالم و عارف، مفکر و مؤلف،
 استاذ و باحث، ادیب و شاعر، خطیب و قائد،
 مجدد فکر شیعہ، مبارز فکری و اجتماعی،
 شہید ملت ایران و راند اتحاد عالم اسلام بود۔

حواشی

- ۱- مذکورہ احوال شریعتی ماخوذہ و مترجمہ از لیکچر پروفیسر حامد الکر (الجار) بحوالہ علی شریعتی، مطبوعہ در کتاب:

Islami Revolution in Iran

(Edited by:- Dr. Kaleem Siddiqui)

Muslim Institute, London, 1980.

- ۲- دکتر علی شریعتی: ما و اقبال، ص ۱۶، تہران، حسینہ ارشاد۔

- ۳- اقتباس از لیکچر حامد الکر، مطبوعہ در کتاب:-

Islamic Revolution in Iran

(Edited by: Dr. Kaleem Siddiqui)

Muslim Institute, London, 1980, P.46.

- ۴- دکتر علی شریعتی: فاطمہ فاطمہ است، ص ۹۸، تہران

سازمان انتشارات حسینہ ارشاد، طبع دوم، تیر ماہ ۱۳۵۶۔

- ۵- دکتر علی شریعتی: فاطمہ فاطمہ است، ص ۱۷۶-۱۷۷۔

- ۶- علی شریعتی: فاطمہ فاطمہ است، ص ۱۷۷، حاشیہ ۱۔

- ۷- علی شریعتی: فاطمہ فاطمہ است، ص ۱۷۷، حاشیہ ۲۔

- ۸- دکتر علی شریعتی: تشیع علوی و تشیع صفوی، ص ۸۵،

دفتر تدوین و تنظیم مجموعہ آثار معلم شہید دکتر علی شریعتی، چاپ دوم۔

- ۹- دکتر علی شریعتی: تشیع علوی و تشیع صفوی، ص ۸۵-۸۶۔

- ۱۰۔ دکتر علی شریعتی: تشیع علوی و تشیع صفوی، ص ۵۰۔
- ۱۱۔ دکتر علی شریعتی: تشیع علوی و تشیع صفوی، ص ۴۹۔
- ۱۲۔ مثلاً ملاحظہ ہو جمل و صفین و نہروان کے تاریخی حوالوں سے تحریر شدہ علی شریعتی کی تصنیف: قاسطین، مارقین، ناکشین، بعد۔
- ۱۳۔ قاسطین، مارقین، ناکشین، تہران، انتشارات قلم، چاپ دوم، ابانماہ ۱۳۵۸، ص ۳۶۔
14. Hamid Algar: Islamic Revolution in Iran, P. 46.
(Editted by Dr. Kaleem Siddiqui)
Muslim Institute London, 1980.
15. Hamid Algar: Islamic Revolution in Iran, P 46.
16. Hamid Algar: Islamic Revolution in Iran, P. 46.
محمد صلاح الدین: انقلاب ایران۔ کیا کھویا کیا پایا، ص ۱۳۳، مطبوعہ کراچی۔
- ۱۷۔ تصانیف علی شریعتی کی یہ فہرست بنیادی طور پر بعض مطبوعہ کتب شریعتی کے آخر میں درج فہرست سے منقول ہے۔ مقالات و کتب کے آگے درج شدہ مقام اور تاریخیں، مقام و سن اشاعت یا مقام و تاریخ خطبات کو ظاہر کرتی ہیں اور فہرست کتب کے ہمراہ یونہی درج ہیں۔ اس فہرست میں تکرار اور ترمیم و اضافہ کی گنجائش موجود ہے۔